© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جُرعات

ابھی کل کی بات ہے کہ قرارداد مقاصد میں جب قرآن مجید کے ساتھ "سنت" کا لفظ رکھنے کا معاملہ درپیش تھا تو پرویز صاحب نے ایڑی چوٹی تک کا زور لگایا کہ سنت پاکستان کے آئین کی بنیاد نہ بننے پائے اور اوپر کے طبقے کے چند اشخاص اس کو شہ دیتے رہے تھے مگر الحمد للہ! کہ پروردگار عالم کی مدد اور مسلمانوں کی متحدہ آواز کے اثر سے یہ سعی نامسعود ناکام ہو گئی اور "سنت" دستورِ پاکستان کی بنیاد بن کر رہی ——!

اس دستور کی رُو سے جہاں قرآن و حدیث دونوں کی دینی و قانونی حیثیت یکساں تسلیم کر لی گئی وہاں اس پرویزی پروپاگنڈے کی بھی عملاً تردید ہو گئی کہ "حدیثِ پاک امت کے پاس محفوظ موجود نہیں اور جو ہے وُہ (معاذ اللہ) عجمی سازش کا ساختہ پرداختہ ہے ——"!

قریباً ایک صدی سے شرعی نظامِ حکومت سے محروم رہنے کی وجہ سے مسلمانوں کو اس سے جو دستوری قسم کا بُعد سا ہو گیا ہے اس کو دور کرنے کے لیے ہماری دستور یہ نے ایسا کمیشن مقرر کرنا طے کیا جو موجودہ قوانین اور قرآن و حدیث دونوں پر غور و فکر کے بعد ایسی سفارشات مرتّب کرے جن کی روشنی میں مروجہ قانونی دفعات کو قرآن و حدیث کی تصریحات و تعلیمات سے ہم آہنگ کیا جا سکے ——!

اس بنا پر بجا طور پر توقع تھی کہ اس کمیشن کے تقرر میں یہ امر ملحوظ رکھا جائے گا کہ اس کے ارکان وہ حضرات ہوں جو سنت کی دینی اور قانونی حیثیت کو تسلیم کرتے ہوں کیونکہ ایسے شخص سے مقصودہ سفارشات یا ان میں حصہ لینے کی امید کیسے کی جا سکتی ہے جو سنت کی دینی و قانونی حیثیت اور امت میں اس کے محفوظ و موجود ہونے کا ہی سرے سے منکر ہو ——!

مگر جمہور مسلمانوں کے تعجب و حیرانی کی انتہا نہ رہی کہ جب ارکین کمیشن کا اعلان ہوا تو ان میں ان صاحب کا نام بھی موجود تھا جو نہ صرف یہ کہ سنت کو آئین پاکستان کی بنیاد تسلیم کرنے کے لیے بعلیب خاطر تیار نہیں بلکہ پچھلے تقریباً بیس سال سے حدیث شریف کے خلاف ایک مہم چلا رہے ہیں، اس کی دینی حیثیت کے وہ مخالف، قانونی حیثیت کے وہ منکر، موجود ہونے کے وہ انکاری —— اور نہ صرف یہ بلکہ انہوں نے قرآن کریم کو بھی کھلونا بنا کر رکھ دیا ہے کہ اپنے ہی من مانے معنوں کو معارف قرآن کے نام سے پروپیگنڈے کی پوری طاقت صرف کر کے نشر کیے چلے جا رہے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عوام مسلمانوں نے جب اس پر پُر زور احتجاج کیا اور حکومت کو توجہ دلائی کہ اس کا یہ اقدام دستور کے علاوہ پیشِ نظر مقصد کے بھی خلاف ہے تو ان صاحب ــــ مسٹر پرویز ــــــ کو اس کی فکر پڑی اور خطرہ لاحق ہو گیا کہ شاید حکومت کو سابق کی طرح اب بھی جمہوری مطالبے کے سامنے جھکنا پڑے اور اس طرح "لبِ بام" سے "دو چار ہاتھ" ورے ہی اقتدار کی کمند ٹوٹ کر رہ جائے گی ــــ! وہ بہت سٹ پٹائے حسبِ عادت علماء کو دو چار بلاحیاں سنائیں اور بوکھلا کر اپنے "عہدے" کو بحال رکھنے کے لئے آپ نے اکتوبر ۵۸ء کے "طلوعِ اسلام" میں "برسرِ اقتدار قیادت" کو یہ "رشوت" یا مشورہ دیا ہے کہ یہاں "جمہوری راج" ختم کر کے فوجی حکومت قائم کر دی جائے ــــــ!

نہ رہے بانس نہ بجے بانسری!

اندازہ کیجئے کہ محققین اہلِ سنت کے مختلف مکاتب فکر کو فرقوں کا نام دے کر ملت کے افتراق پر آنسو بہانے والے یہ حضرات! اپنے جاہ و اقتدار کو بچانے کی خاطر بے چاری امتِ مسلمہ کو انتشار و اضطراب اور استبداد کے کس گڑھے میں پھینکنے کے لئے تیار ہو سکتے ہیں ـــــ!

ہمارے ہاں کی قریبی مذہبی تاریخ سے دلچسپی رکھنے والوں کو معلوم ہے کہ مرزائے قادیانی اور اس کی "امت" نے "کاروبارِ نبوت و تجدید" کو مسلمانوں میں فروغ دینے کے لئے غیر مسلموں میں اسلام کی تبلیغ کا عنوان اختیار کیا تو عوام ان کی طرف لپکے تبلیغ کے سلسلے میں جتنا ان کا کام تھا اس سے زیادہ شور مچایا اور اس سے خوب کمایا اور سب سے زیادہ اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچایا ـــــ!

پھر مسٹر عنایت اللہ المشرقی صاحب نمودار ہوئے "تنظیم و عسکریت" کے نام سے چند دن چمکے اور ہزاروں کے وارے نیارے کر لئے سادہ لوحوں میں آوارہ اور منفی قسم کا لٹریچر پھیلا کر خواب سسکیاں لے رہے ہیں!

ان کے بعد مرزا صاحب قادیانی کے ہم وطن و ہم نام مسٹر غلام احمد صاحب پرویز آئے ان کا "اسلام" دہلی کے "فلسر انگل لاج سے" طلوع "ہونا شروع ہوا تھا انہوں نے "صرف قرآن" کا نعرہ بلند کیا کچھ مدت سے اس کی ہما ہمی ہے مگر شباب کی جولانیوں پر پہنچ کر اپنے پیش رووں کی طرح اب یہ بھی رو بہ زوال ہونے کو ہے! مثل کلمۃ خبیثۃ کشجرۃ خبیثۃ جتثت من فوق الارض ما لہا من قرار (۱۴:۲۶)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان کے علاوہ بعض سیاسی و نیم سیاسی گروہ اور بھی پیدا ہوتے رہے جن کے دل فریب لیبل اور نعرے دیکھکر بھولے بھالے لوگ ان کی طرف متوجہ اور ان پر فریفتہ ہوتے رہے ہیں ——!

لاہور کے ادارۂ ثقافت اسلامیہ کا معاملہ بھی کچھ اس سے مختلف نہیں جس کو غالباً معرض وجود میں اسی لئے لایا گیا ہے کہ اس سے موجودہ لادینی رجحان رکھنے والی برسر اقتدار پارٹی اپنے "اعمال و مشاغل" کے لئے "خام مواد" مہیا کرائے اور یہ ان کے ہر ہر "کارنامے" پر "اسلامی ثقافت" سے سند جواز تلاش کر کے دے ——اس کے لئے اس نے "فقہ جدید کی ضرورت" کا جاذب نظر عنوان انتخاب کیا ہے ——!

جہاں تک فقہ جدید کی واقعی ضرورت کا تعلق ہے اس کو سب سے پہلے یہاں اہل حدیث ہی نے محسوس کیا۔ پھر علمی قواعد اور قرآن و حدیث و ائمۂ سلف کے مسلمہ و طے کردہ ضوابط کے تحت اس کام کی طرح بھی ڈالی —— جسے اصولاً دوسرے مکاتب فکر نے بھی قبول کیا —— جس کی تفصیل کسی دوسرے وقت میں کی جائے گی ان شاء اللہ ——۔ اب بھی وسیع النظر علمائے اہل حدیث و حنفیہ بہ صحیح العقیدۃ والعمل ماہرین قانون جدید کے اشتراک و تعاون سے یہ کام احسن طریق سے سر انجام دے سکتے ہیں! جیسا کہ مصر میں ہو رہا ہے ——!

مگر جس قسم کی "فقہ" مرتب کرنے کے ڈھنگ ان ثقافتی حضرات کے ہیں اس کے لئے اہل السنۃ والجماعۃ کے تیرہ سو سالہ علمی نظام، عملی پروگرام اور مسلمات کو یکسر بدلنا ہوگا، لاقدرہ اللہ تعالےٰ ——!

ثقافتی فرقے کی غالباً پہلی اردو کتاب "اسلام کی بنیادی حقیقتیں" ۱۹۵۱ء میں چھپی تھی کتابوں کی ایک دکان پر جب سرسری طور پر اس کے دیکھنے کا اتفاق ہوا تو راقم نے اسی وقت بھانپ لیا تھا کہ بعض پرانے فتنوں کا یہ نیا روپ ایک دن اپنا رنگ لائے گا ——!

لیکن فتنوں کا ایک طوفان ہے! اور علمائے حق کی جماعت بہت ہی قلیل! ان کے سامنے ملت کے مفاد کے بہت سے تعمیری کام بھی ہیں، کس کس رخنے کی طرف دھیان دیں! اب تک شاید اسی وجہ سے وہ اس نئے فتنے کی طرف توجہ نہیں دے سکے۔ ادھر معاملہ یہاں تک پہنچ گیا ہے کہ اس برخود غلط طائفہ نے اپنے پاؤں پھیلانے اور اپنی "خدمات" کے گن گانے شروع کر دیئے ہیں اس لئے ضرورت ہے کہ "ادارہ طلوع اسلام" کے ساتھی "ادارہ ثقافت اسلامیہ" سے بھی واقفیت حاصل کی جائے۔ چنانچہ "فقہ جدید کی ضرورت" کا نقاب اوڑھ کر جس جدید علم کلام کو پھیلایا جا رہا ہے اور اسلامی اصطلاحات

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی جدید تشریحات کر کے اہل السنت والجماعۃ کے مسلمہ عقاید میں تشکیک پیدا کرنے کی کوشش ہو رہی ہے اس کے چند نمونے یہاں پیش کیئے جاتے ہیں تاکہ اس گلستان سے "ثقافتی بہار" کا قیاس ہو سکے۔

سب سے پہلے ادارہ ثقافت اسلامیہ کے بانی اور قاید خلیفہ عبدالحکیم صاحب کے چند ایک خیالات مذکورہ بالا کتاب سے ذیل میں ملاحظہ فرمایئے کہ موصوف نے "رسالت محمدیہ" پر کس طرح ہاتھ صاف کیا ہے ــــــ!

"خدا نے دیکھا کہ موحد افراد دیگر ادیان میں بھی پائے جاتے ہیں جن کا عقیدہ توحید بھی درست ہے اور ان کے اعمال بھی صالح ہیں بعض ایسے لوگ اپنی سوسائٹی کی روایات کی وجہ سے اس مخصوص جماعت میں داخل نہ ہو سکے جو رسول کریمؐ نے تیار کی۔ اسلام کی فراخ دلی یہ ہے کہ ایسے افراد کے متعلق اس نے نہایت درجہ رواداری برتی ہے انکو اسلام میں اسی طبقے میں داخل کیا ہے جس نے خدا کی طرف اپنا رخ کر کے زندگی بسر کر دی اور وہ محسن تھے الیسوں کے لیئے بھی قرآن میں وہی الفاظ استعمال ہوئے ہیں جو اولیا، اللہ کے لیئے استعمال ہوئے ہیں لاخوف علیھم ولاھم یحزنون از روئے قرآن مومن محسن افراد دو قسم کے ہو سکتے ہیں ایک وہ جن کو محمد رسول اللہ کی رسالت کو کما حقہ سمجھنے کا موقعہ ملا اور وہ نبی کی مقرر کردہ شریعت پر عامل ہوئے دوسرا وہ طبقہ جو معاشرتی روایاتی، یا تاریخی مجبوری کی وجہ سے اس مخصوص جماعت کے ڈسپلن میں نہ آسکا لیکن وہ جہاں بھی رہا، موحّد رہا، اور اس کے اخلاق صالح رہے۔ اس نے اسلام کچھ اپنی فطرت اور کچھ اپنے مقتدا نبیؐ کی نبوت سے حاصل کیا۔ وہ عبادت کرتا ہے لیکن اس کی عبادت میں مسلمانوں کی صلوٰۃ کے ارکان اور پابندی اوقات نہیں۔ وہ ممّا رزقنٰھم ینفقون پر عمل پیرا ہے .... لیکن اس کی خیرات مسلمانوں کی مقرر کردہ زکوٰۃ کے نصاب سے مطابق نہیں ہو سکتا ہے کہ وہ زکوٰۃ مخصوصہ سے کہیں زیادہ خیرات کرتا ہو....... اگر اس نبی کی امت اور جماعت کے باہر کچھ لوگ ایسے ملتے ہوں جن میں وہ باتیں ملتی ہوں جو اصل مقصود ہیں تو ایسوں پر نجات کا دروازہ بند کرنا حد درجے کی تنگ نظری ہو گی" (اسلام کی بنیادی حقیقتیں ص ۲۲۴) "لیکن مسلمان علماء نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ .... گنہگاری کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

باوجود مسلمان کی نجات کی توقع ہو سکتی ہے۔ لیکن غیر مسلم اعمال صالحہ کے باوجود بھی جہنم کا ایندھن ہے!

یہود بھی ایسی باتیں کرتے تھے، اور اسی قسم کی اجارہ داری کے مدعی تھے"۔ (کتاب مذکور ص ۲۲۵)

یہ ہے "تجدید فقہ" کا "جدید علم کلام" جس کی رو سے نجات اخروی کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو تسلیم کرنا ضروری نہیں ——! ظاہر ہے جب رسالت کا ماننا ضروری نہ ٹھہرا، تو پھر کیا ضرور ہے کہ انسان خواہ مخواہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی فرمودہ و کردہ نماز و زکوٰۃ پر عمل پیرا ہونے کا تکلف کرے، چنانچہ آپ دیکھ چکے ہیں کہ کس خوبصورت طریقے سے اس کی اہمیت گرائی گئی ہے۔ خلیفہ صاحب کے ایک طویل مقالے کا یہ تھوڑا سا اقتباس ہے پورا مقالہ اسی قسم کی تحقیقات نادرہ کا حامل اور "فقہ جدید" کی ضرورتیں پوری کرنے والا ہے ——!

یہ ارشادات ۱۹۵۵ء کے ہیں، حال کا ارشاد بھی سن لیجئے۔

"قرآن نے نجات کو کسی ملت کا اجارہ قرار نہیں دیا" اور بعض دوسری ملتوں کا نام لے کر وضاحت سے کہا کہ ان میں کوئی فرد بھی خدا پرست، آخرت کا قائل اور انسانوں کا محسن ہے۔ وہ نجات یافتہ ہے، ایسے لوگ اگر دوسری ملتوں میں بھی ہوں تو وہ اولیا اللہ اور خوف و حزن سے بالاتر ہیں" (ثقافت ص ۱۱ مجریہ جنوری ۱۹۵۷ء)

اس عبارت سے بھی صاف ظاہر ہے کہ رسالت محمدیہ علی صاحبہا الف الف صلوٰۃ و تحیۃ کا ماننا مسلمان ہونے کے لئے ضروری نہیں۔ نجات یافتہ ہونے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو "اچھا" سمجھ لینا کافی ہے ——!

لیکن قرآن حکیم کا اعلان یہ ہے فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ (البقرہ ع ۱۶)

"فقہ جدید کی ضرورت" کا ایک اور شاہکار ملاحظہ فرمائیے۔ یعنی ڈارون کے مطرود و مردود نظریہ ارتقاء پر ایمان لا کر قرآن حکیم کے فرمودہ قصۂ تخلیق آدم کا حلیہ یوں بگاڑا گیا ہے۔

"قرآن کا آدم مسجود ملائک اور مسخر کائنات ہے۔ اس سے کوئی ایک فرد مراد نہیں بلکہ یہ انسانیت کا نصب العین ہے"۔ (ثقافت ص ۵ جنوری ۱۹۵۱ء)

ملک و جن کے سجدے کا مطلب ان قوتوں کا اعلیٰ اور ارتقائی .... مقصد کے لئے مسخر ہو جانا ہے ..... قصۂ آدم و ابلیس و ملائکہ کوئی ڈرامہ نہیں تھا جو خدا کے سامنے کھیلا گیا ہو۔ (باقی بر صفحہ نمبر ۱۸۴)

© rasailojaraid.com